Majallah-e-Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 31, Sr.No.78, 2010, pp 149 - 166

مجلّہ تحقیق
مجلۂ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۱، جنوری۔مارچ ۲۰۱۰ء، شمارہ ۷۸

ع۔س۔مسلم کی نعتیہ شاعری میں محبت رسول ﷺ

(قرآن وسنت کی روشنی میں)

ڈاکٹر محمد سرفراز خالد

Abstract:

Ain Seen (AbdusSattar) Muslim is a famous Urdu poet who has contributed a lot to Na'tiyah poetry. He expresses his veneration for the Holy Prophet (peace be upon him). In this article, it has been highlighted that the poet has versified the concept of the love of Prophet Muhammad (peace be upon him) in a beautiful way. Examples of such verses have been quoted to prove that the love of the beloved Prophet (peace beupon him) is the central theme in the religious poetry of Muslim.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی جانچ پرکھ کے لیے مومنین کو ایک بہترین اور بے مثال کسوٹی عطا فرمائی ہے۔آپ ﷺ فرماتے ہیں:

لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَ وَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (۱)

(تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُسے اُس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔)

☆ اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ، جی۔سی یونیورسٹی، لاہور

''جذبۂ محبت کا عملی مظہر وہ بلاحیل و حُجت اطاعتِ رسول تھی جو ہمیں صحابہ کرام کی زندگیوں میں، جو آپ کی اطاعت میں جان پر کھیل جاتے تھے، موجِ خُوں کی طرح نظر آتی ہے۔'' (۲)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قرآن حکیم پڑھتے اور اس سے تمام معاملات زندگی میں بہترین راہنمائی حاصل کرتے تھے، جس میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا. (۳)

(اور رسول جو کچھ تمھیں دیں وہ لے لو اور جس سے تمھیں منع فرمائیں رُک جاؤ۔)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: ''یارسول اللہ! مَیں آپ سے بہت سی احادیث سنتا ہوں مگر بھول جاتا ہوں۔''

قَالَ: اُبْسُطْ رِدَائِکَ فَبَسَطْتُہُ، قَالَ: فَغَرَفَ بِیَدَیْہِ، ثُمَّ قَالَ: ضُمَّہُ، فَضَمَمْتُہُ، فَمَا نَسِیْتُ شَیْئًا بَعْدَہُ. (۴)

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی چادر پھیلاؤ، میں نے چادر پھیلا دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (فضا میں سے کچھ) چُلّو بھر بھر کے اس میں ڈال دیے اور فرمایا: ''اسے اپنے سینے سے لگا لو، میں نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا، تو اس کے بعد میں کبھی کوئی چیز نہیں بھولا۔)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا یہ عالم تھا کہ اپنی عبادت و ریاضت سے بڑھ کر دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اہمیت دیتے اور آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی محبت کا بہترین صلہ انھیں عطا فرماتے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ قیامت کب واقع ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ قیامت کی کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کی:

نہ تو نماز روزہ میں کثرت کی ہے اور نہ ہی کوئی خاص عبادت کی ہے، بس ایک بات ہے کہ مَیں آپ سے محبت کرتا ہوں ۔ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ. (۵) (آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔)

احادیث کی کتابوں میں بہت سے واقعات ایسے ملتے ہیں کہ کسی غزوہ میں کسی صحابی کا بازو کٹ گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن لگا کر اسے جوڑ دیا، کسی کی آنکھ ضائع ہوگئی تو اسے واپس لگا دیا تو اس آنکھ کے ذریعے اسے پہلے سے بھی بہتر نظر آنے لگا۔ کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے بینائی مل گئی تو کسی کا واجب الادا قرض تھوڑی سی کھجوروں میں برکت پیدا ہونے سے تمام کا تمام ادا ہو گیا۔

اسی طرح قحط سالی میں آپ ﷺ کے وسیلہ سے بارش حاصل ہوئی اور کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کو اپنی عام سی خوشبو میں شامل کر کے اُسے اپنے لیے بہترین خوشبو بنا لیا۔ حتیٰ کہ ایسے واقعات بھی ملتے ہیں کہ کسی صحابی نے اپنی کسی مشکل یا تکلیف کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدم موجودگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا تو فوراً ہی اس کی مشکل یا تکلیف زائل ہو گئی۔ مثال کے طور پر صحابی رسول عبدالرحمٰن بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے

فَخَدِرَتْ رِجْلُهُ فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ، مَالِرِجْلِکَ؟ قَالَ: اِجْتَمَعَ عَصَبُهَا مِنْ هَاهُنَا، فَقُلْتُ: اُدْعُ أَحَبَّ النَّاسِ اِلَيْکَ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، فَانْبَسَطَتْ. (٦)

(کہ ان کا پاؤں سُن ہو گیا، مَیں نے عرض کی اے ابوعبدالرحمٰن: آپ کے پاؤں کو کیا ہوا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میرے اعصاب (پٹھے) یہاں سے کھنچ گئے ہیں ۔ تو میں نے عرض کیا: جو ہستی آپ کو تمام انسانوں میں سے سب سے زیادہ محبوب ہو اُسے یاد کریں، تو انہوں نے ''یا محمدؐ'' کا نعرہ

بلند کیا، اسی وقت ان کے اعصاب کُھل گئے۔)

عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے عہدِ حاضر تک تاریخ کے اوراق بے شمار ایسے واقعات سے بھرے پڑے ہیں جن میں اُمتِ محمدیہ کے متعدد عشاقِ رسول نے اپنی کسی مشکل یا تکلیف میں آقائے دوجہاں ﷺ کو یاد کیا اور اپنی مشکل کے ازالے کی استدعا کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مدد فرمائی تو ان کی مشکل حل ہوگئی۔

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیماری کی حالت میں محبوب ربانی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کیا اور ان کی شان میں نعتیہ قصیدہ لکھا، بوصیریؒ خواب میں مولائے کُل اور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرّف ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علامہ بوصیری کو اپنی چادر عطا فرمائی، جب بیدار ہوئے تو چادر مبارک ان پر موجود تھی اور بیماری سے بھی شفا مل چکی تھی۔

ہر زمانے میں اور ہر زبان میں مدحتِ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم میں شعراء کرام نے اپنی لکھی ہوئی نعتوں کے ذریعے بارگاہ رسالت میں نذرانہ عقیدت پیش کیا اور رحمۃ للعالمین کی اپنے اوپر ہونے والی عنایات پر اظہار تشکر کیا۔ اسی طرح سیرت نگاروں نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف گوشوں کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے ملتِ اسلامیہ کو نہ صرف عظمتِ رسول اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیا بلکہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی نسبت کو اپنے لیے عظیم الشان اعزاز تسلیم کیا۔

ابوالامتیاز، ع۔س۔ مسلم کا شمار ان شاعروں اور ادیبوں میں ہوتا ہے جنھوں نے نظم و نثر کے ذریعے مدحتِ رسول میں طبع آزمائی کی اور شہرتِ دوام پائی ہے۔ دیگر موضوعات پر لکھی گئی ان کی کتابوں کے علاوہ ’’حمد و نعت‘‘، ’’کاروانِ حرم‘‘، ’’اللہ و رسول‘‘، ’’کعبہ و طیبہ‘‘، ’’زمزمہ سلام‘‘، ’’زمزمہ درود‘‘، ’’برگِ تر‘‘، ’’نیشِ گل‘‘، ’’صریرِ خیال‘‘، ’’سرودِ نعت‘‘ اور ’’اہانتِ رسول اور آزادی اظہار‘‘ نمایاں مقام کی حامل ہیں جن کے ذریعے

انہوں نے عظمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی محبت وعقیدت کا بھرپور اظہار کیا ہے۔لیکن ان کی جس کتاب نے شہرتِ چہار دانگ عالم حاصل کی وہ ''زبورِ نعت'' ہے ،جسے حکومت پاکستان کی طرف سے ۲۰۰۹ ء میں اول انعام کی حقدار قرار دیا گیا۔ اسی نعتیہ مجموعہ میں پچھلی کتابوں کی شائع شدہ نعتوں میں سے کچھ اصلاح وترامیم کے ساتھ بھی شامل کی گئی ہیں ۔کتاب کی ابتدا میں ع س مسلم نے ''زمین تا عرش، بریں'' کے عنوان سے نعت اور ذکر رسول کی رفعت، قرآن و دیگر آسمانی کتابوں میں مدحت ونعت ، ولادتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ۸۰۰ سال قبل بادشاہ یمن تبّع کے ''محمد'' صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کے اشعار کے تذکرہ کے علاوہ صحابہ کرامؓ خصوصاً حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نعتیہ اشعار پر مشتمل ایک جامع مقدمہ لکھا ہے جو عموماً نعتیہ مجموعوں میں شامل نہیں ہوتا ۔کتاب کے آخر میں نعتیہ اشعار کی تصدیق و تائید میں ۲۲۷ اَسناد پیش کی ہیں جس سے کتاب کی اہمیت میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔عظمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار کرتے ہوئے ع س مسلم فرماتے ہیں :

''ذات باری تعالیٰ کے بعد احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا صفات ہی ہر طرح سے کامل و اکمل اور ہر مدحت اور تعریف و توصیف کی مستحق ہے۔حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کی صفات کے بیان میں مبالغے کی کوئی حد نہیں ،سوائے ذات باری تعالیٰ کے۔'' (۷)

اسی حقیقت کو پیش نظر رکھ کر ع ۔س ۔مسلم محبوبِ ربّ ِ کائنات کی توصیف ایک رباعی میں بیان کرتے ہیں:

سکونِ دل کا خزانہ جہاں سے ملتا ہے چلو مدینے ،کہ سب کچھ وہاں سے ملتا ہے
جو مانگنا ہے اسی در سے مانگ لے مسلم خدا کے بعد اسی آستاں سے ملتا ہے *

رب العالمین نے اپنے محبوب کو اس دنیا میں رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور تمام مخلوقات سے اعلیٰ و ارفع مقام عطا کیا ہے اور قرآن میں بے شمار مقامات پر توصیفِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں

آیات نازل کی ہیں۔ مزید برآں باری تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے ہیں اور ایمان والوں کو بھی درود وسلام پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ع۔س۔ مسلم بھی حکمِ الٰہی کی تعمیل میں ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے لیے فخر محسوس کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

محبوب ربّ ہے جو، وہی میرا حبیب ہے
ہم ذوقِ ذوالجلال ہوں شہرِ نبی میں ہوں (۸)

''یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی ایجاد یا تخلیق کی تعریف اپنی اصل میں اس کے موجد یا خالق ہی کی تعریف وتوصیف کے مترادف ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل واکمل اور بے مثال ذات کی تعریف وتوصیف دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی ذاتِ ذوالجلال والاکرام کی تعریف وتحمید کے مترادف ہے۔ جس نے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی تخلیق فرمائی کہ جس طرح خود اس کی اپنی ذاتِ پاک واحد و لاثانی ہے جس کا کوئی شریک نہیں، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بندوں میں بے مثال ہیں اور اس عظمت میں کوئی آپ کا شریک نہیں۔''(۹)

خالقِ کائنات کی بے مثل تخلیق، سردارِ انبیاء کی تعریف وتوصیف اس خالقِ حقیقی کی خوشنودی حاصل کرنے اور دعا کی قبولیت کی اولین شرط ہے۔

بہت برکتوں سے کیا اس نے معمور ذکرِ محمدؐ
ہے مطلوب حق سے دعا کی اجابت تو پھر نعت کہیے (۱۰)

اپنی کتاب زبورِ نعت میں ع۔س۔ مسلم صاحب نے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے لاتعداد اوصاف بیان کیے ہیں جن میں شفاعتِ کبریٰ، رحمت وعطا، زیارت مدینہ، نور محمدی، برکت اسم محمد، محرم راز، فیضان رسالت، حبِ نبی اور نسبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہیں اور ہر موضوع پر متعدد اشعار کہے ہیں جن کا احاطہ کرنا خاصا مشکل کام ہے۔ یوں سمجھیے کہ زبورِ نعت

ایک انسائیکلو پیڈیا نعت ہے۔

جب نقش ہوا دل پہ مرے نام محمدؐ سب دولتِ ایماں کے ملے مجھ کو دفینے (۱۱)

ہمارے پیشِ نظر بھی یہی ''زبور نعت'' ہے۔ ہم نے اپنے اس مقالہ میں کتاب کے اُن اشعار کا انتخاب کیا ہے جن میں ع۔س۔ مسلم نے بارگاہ رسالت سے فیضان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی جھولی بھرنے اور مختلف انداز میں اپنے اوپر ہونے والی نوازشوں اور رحمتوں کا ذکر کیا ہے اور ساتھ ہی ان انعامات کی عطا پر رحمۃ للعالمین کا شکریہ بھی ادا کیا ہے۔ نیز انہوں نے محبوبِ ربّ العالمین سے اپنے گردشِ احوال کا ذکر کر کے ان کی اصلاح اور نگاہِ لطف و کرم کے لیے التجا کی ہے۔ مثلاً:

گھٹتی ہے سانس آپ سے دوری میں یارسولؐ قربِ حضور پاک کا دائم ہو التزام (۱۲)
مسلم درِ عطا پہ ہے سائل پناہ کا لطفِ نگاہ کیجیے اے رحمتِ تمام (۱۳)

بلکہ اس آستانِ مصطفیؐ کی عظمت کے اعتراف اور اپنی عاجزی و بیکسی کو ظاہر کرنے کے لیے ع۔س۔ مسلم خود کو اس آستاں کا کُتا کہلانے میں بھی فخر محسوس کرتے ہیں:

مرہمِ درد و غم ، چارہ سازِ الم وہ اثر ، وہ دوا ، مصطفیٰ مصطفیٰ
مسلم خستہ جاں ، ہے سگِ آستاں وا ہو دستِ عطا ، مصطفیٰ مصطفیٰ (۱۴)

ربّ کائنات نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم بنا کر بھیجا تو مومنین پر اس کا احسان جتلاتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

لَقَدْمَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ. (۱۵)

(بے شک اللہ نے ایمان والوں پر بڑا احسان کیا جب اس نے ان میں رسول بھیجا انہی میں سے جو ان پر اس کی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔)

مسلم صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سرچشمہ علم و حکمت سے نہ صرف اپنے آپ کو سیراب کرتے ہیں بلکہ اس سے اپنے دامن کو بھی بھرنے کے خواہش مند نظر آتے ہیں:

بھروں جھولی درِ خیرُ البشر سے   حِکم سے، فہم سے، علم و ہنر سے (۱۶)

بعض مفکرین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ''اُمّی'' کی بنا پر آپ کی شان و علم میں تنقیص ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں جب کہ حقیقت میں اس لفظ سے مراد یہ ہے کہ آپ نے کسی انسان کی بجائے صرف اپنے خالق حقیقی سے علم حاصل کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم جیسے صحیح العقیدہ افراد اُس ''اُمّی'' نبی کے علم و حکمت کے فیضان سے خود کو لعل و گوہر کی مانند تصور کرتے ہیں:

کیا معلم ہے وہ اُمّی، جس کے فیضِ چشم سے   ایک مشتِ خاک مجھ جیسی گُہر ہوتی گئی (۱۷)

معبود حقیقی اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار یوں بیان فرما کر ایسے ناقدین کے ناقص خیالات کا رد کرتا ہے:

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِیْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ. (۱۸)

(تو اللہ اور اس کے رسول، اُمّی (لقب والے) پر ایمان لاؤ، جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور اس کے کلام پر اور ان کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔)

ع۔س۔ مسلم صاحب اس حقیقت کا برملا اعتراف کرتے ہیں کہ جو عرفانِ حقیقت انہیں حاصل ہے وہ سب محبوبِ رب العالمین کی نظر کرم کا مرہون منت ہے:

ہو دلِ مسلم پہ گر اُن کی نظر   کیوں نہ اُس پر فرق خیر و شر کھلے (۱۹)

ایک دوسرے مقام پر یوں بیان کرتے ہیں:

بس اک نگاہِ لطف دل کے داغ دھو گئی وہم و گماں و ریب کے عُقدے ہیں سب کُھلے (۲۰)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضانِ نظر جسے حاصل ہو جائے اُسے سکونِ قلب میسر آ جاتا ہے۔ ع۔س۔ مسلم واشگاف الفاظ میں اس کا اظہار کرتے ہیں :

نشاط و انبساطِ قلبِ مسلم محمدؐ ہی کے فیضان نظر سے (۲۱)

کب نہیں مسلم دیار جاں میں وہ مجھ پہ کب ان کی نظر نہیں ہوتی (۲۲)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کا اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا ہے۔ اگر زبان سے اسم محمد ﷺ ادا کیا جائے تو دونوں ہونٹ آپس میں دوبار ملتے ہیں ۔ ع۔س۔ مسلم نے ہونٹوں کے اس ملاپ کو اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا چومنا قرار دیا ہے:

میں نے وفورِ شوق میں چوما ہے بار بار آپس میں نام پاک پہ جب میرے لب ملے (۲۳)

یہ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بھر پور تاثیر ہے کہ جو شخص بھی ذوق و شوق اور عقیدت سے اس کا ورد کرتا ہے تو اس کی برکت سے قلب و ذہن سے آلودگی کے بادل چھٹ جاتے ہیں اور خیالات میں پاکیزگی اُمڈ آتی ہے۔

جاری زباں پر جو ہوا اُن کا نام پاک تطہیرِ قلب و ذہن و خیالات ہو گئی (۲۴)

خالقِ کائنات نے جب انسانوں کے جدِ امجد آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو فرشتوں کو حکم دیا کہ انھیں سجدہ کریں ، جمہور مسلمانوں کی طرح ع۔س۔ مسلم بھی اس بات کے قائل ہیں کہ آدم علیہ السلام کے جسم کے اندر اسم محمد اور روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم موجزن تھی جس کے احترام میں ہی فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا:

ہو خمیرِ خاک و خوں مسجودِ نورِ قدسیاں ہے محمد سے شرف، ذات بشر میں کچھ نہیں (۲۵)

اور جب جنت میں آدم علیہ السلام ،ابلیس کے بہکانے کی وجہ سے شجر ممنوعہ کو چکھ کر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بنے تو انہوں نے نام محمد ﷺ کے وسیلہ سے معافی حاصل کی۔

آدم علیہ السلام کی طرح تمام انبیاء کرام بھی اللہ تعالیٰ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے طلب کرتے ہیں یا اپنی حاجت روائی کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا محبوب اور مقرب تسلیم کرتے ہوئے انہی سے ملتمس ہوتے ہیں۔

وَ کُلُّھُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ مُلْتَمِسٌ غُرُفًا مِّنَ الْبَحْرِ او رَشْفًا مِّنَ الدِّیَمِ (۲۶)

(تمام انبیاء کرام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بحرِ بے کنار میں سے ایک چلو یا ابرِ کرم میں سے ایک گھونٹ حاصل کرنے کے لیے ملتمس رہے ہیں۔)

ع۔س۔مسلم بھی اپنے دکھ درد میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے سکون و آرام حاصل کرتے ہیں اور انہیں اپنے دردِ جگر کا چارہ گر تسلیم کرتے ہیں:

وہی محمدؐ مرا سہارا وہی ہے دردِ جگر کا چارہ (۲۷)

کسی اور در سے نہ مانگوں گا مسلم کہ میرے شہِ اغنیاء ہیں محمدؐ (۲۸)

وہ دانائے سُبل اور مولائے کل جسے رب العالمین نے اپنے خزانوں کی چابیاں عطا کی ہوں اور جس کے منہ سے کسی سائل کے لیے کبھی ''نہ'' نہیں نکلی ہو۔مسلم بھی اظہار تشکر کرتے ہوئے اقرار کرتے ہیں کہ مَیں نے جب بھی کسی مشکل و مصیبت میں ان کو پکارا اُس مولائے کل صلی اللہ علیہ وسلم نے میری مدد ضرور کی اور کبھی مجھے مایوس نہ کیا۔

جب بھی ہجوم یاس میں ان کا لیا ہے نام مولا نے ہر خلش مرے سینے سے دور کی (۲۹)

ربّ العالمین نے اپنے محبوب کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔قرآنِ حکیم میں ارشاد فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ. (۳۰)

(اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔)

ع۔س۔مسلم کا شمار بھی ان خوش نصیبوں میں ہوتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ اپنی نسبت کو اپنے لیے اعزاز تصور کرتے ہیں۔

بس یہ نسبت ہے، غلامِ رحمتِ عالم ہوں میں   چشمِ تر میں کچھ نہیں، دامانِ تر میں کچھ نہیں (۳۱)

صحابہ کرام اپنے مسائل و پریشانیوں کا آقائے دو عالمؐ سے ذکر کرتے اور رحمۃ للعلمین ان کی مدد فرماتے۔ حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی میں قرآن یاد کرتا ہوں اور بھول جاتا ہوں۔

فَضَرَبَ صَدْرِیْ بِیَدِهٖ فَقَالَ: یَاشَیْطَانُ اَخْرُجْ مِنْ صَدْرِ عُثْمَانَ، قَالَ عُثْمَانُ: فَمَا نَسِیْتُ مِنْهُ شَیْئاً بَعْدُ اَحْبَبْتُ اَنْ اَذْکُرَهٗ . (۳۲)

(تو رسول اللہؐ نے اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر مارا اور فرمایا: اے شیطان ! عثمان کے سینے سے نکل جا۔ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں: تو اس کے بعد میں نے جس چیز کو بھی یاد کرنا چاہا وہ کبھی نہ بھولا)

مسلم بھی اپنے تمام قلبی امراض کا طبیبِ اعظم نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کرتے ہوئے ان ہی سے اپنے دردِ دل کی دوا تسلیم کرتے ہیں۔

تو دافعِ امراضِ دلِ عاصی مسلم   ہر آن ترا ذکر مرے غم کی دوا ہے (۳۳)

ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف ان کے ہر رنج و الم کا مداوہ ثابت ہوتا ہے بلکہ کثرت ذکر کی برکت سے مسلم فنا فی الرسول کی منزل کو بھی حاصل کر لیتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں اپنے دل کی ہر دھڑکن اور سانس کی روانی میں نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اثر آفرینی محسوس کرتے ہیں جس کے باعث ان کی سانسیں تمام دیگر عبادات میں مقدم مقام حاصل کر لیتی ہیں۔

دل پر جو میرے نور کی برسات ہو گئی   لوحِ حیات پرتوِ آیات ہو گئی

اس طرح دل پہ ثبت ہوا نام مصطفیٰ   ہر سانس میری حُسن عبادات ہو گئی (۳۴)

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ نعمتِ عظمیٰ حاصل کر لینے کے بعد ع۔س۔مسلم اس نورِ محمدی کی روشنی میں اپنے فکر و شعور کی معراج حاصل کرتے ہوئے لوحِ دل پہ مدحتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے میں طمانیت محسوس کرتے ہیں:

لکھتا ہوں لوحِ دل پہ مَیں مدحت حضور کی معراج بس اسی میں ہے فکر و شعور کی
نعمت فزوں ہو اور کیا ربِّ شکور کی جس نے عطا کی روشنی احمدؐ کے نور کی (۳۵)

اور یہ روشنی جس کا مقدر ہو جائے وہ اپنی قسمت پر رشک کرتا ہے کہ اس کے باعث اُس کے تاریک دل کو نورِ سحر میسر آ گیا۔

اک کرن اُس مہرِ رحمت کی ہوئی تھی منعکس قلب کی تاریک راتوں کی سحر ہوتی گئی (۳۶)

اُمت کے غم خوار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کے بارے فکر مندی اور خیر خواہی کے بارے میں فرمانِ الٰہی ہے:

عَزِیۡزٌ عَلَیۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ (۳۷)

(تمہارا مشقت میں پڑنا ان پر گراں ہے، تمہاری بھلائی کو بہت چاہنے والے ہیں، ایمان والوں پر نہایت مہربان اور بے حد رحم فرمانے والے ہیں۔)

عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک امت کے مصائب و آلام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کی مدد و اِستعانت جاری و ساری ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔ اس حقیقت کی تائید کرتے ہوئے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

''نہ نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا دریا پایاب ہونے والا ہے، نہ انسانیت کی پیاس بجھنے والی ہے، نہ نبوتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے چشمۂ فیض سے بخل و انکار ہے، نہ انسانیت کے کاسۂ گدائی کی طرف سے استغناء کا اظہار، اُدھر سے ''اِنَّمَا اَنَاقَاسِمٌ وَاللّٰهُ یُعۡطِیۡ'' کی صدائے مکرر ہے تو اِدھر سے ''هَلۡ مِنۡ مَّزِیۡدِ، هَلۡ مِنۡ مَّزِیۡدِ'' کی فغانِ مسلسل۔'' (۳۸)

ع۔س۔مسلم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خبر گیری اور شفقت کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

ان کو رہتی ہے مری ساری خبر جب مجھے اپنی خبر نہیں ہوتی (۳۹)

یہیں ملی ہے پناہ مجھ کو عطائے عَفوِ گناہ مجھ کو (۴۰)

اور انہیں اپنے آقا و مولیٰ پر بھر پور اعتماد ہے کہ وہی میری زندگی کی کشتی کے ناخدا ہیں اور کشتی ان کے سہارے ہی پر منزل کی طرف رواں دواں ہے اور اگر خدانخواستہ کوئی بھنور راستے میں آ گیا تو اس سے بھی وہی پار لگائیں گے۔

جو میرے رہنما و ناخدا ہیں محمد ہی نکالیں گے بھنور سے (۴۱)

محبوبِ رب العالمین کی حیثیت سے جو اعزاز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اور جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے مجبور و بے کس افراد کی خبر گیری کی اُسی طرح آپ نے تمام انسانوں کو برابری کی بنیاد پر عزت و تکریم کا مستحق قرار دیا اور عظمت کا معیار صرف تقویٰ بیان فرمایا، ع۔س۔مسلم آپ کے ساتھ اپنی نسبت کا اظہار کرتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں۔

اسی سے تکریم آدمی ہے اسی سے بگڑی مری بنی ہے

وہی محمد ہے میرا آقا وہی محمد ہے میرا مولا (۴۲)

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو رب العالمین نے تمام انسانوں سے اعلیٰ اور ارفع مقام عطا کیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی زیارت کو اپنے لیے دارین کی فلاح تصور کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اور قدموں پر بوسہ دینے کے لیے مشتاق رہتے تھے۔

لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا. فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَرِجْلِهِ. (۴۳)

(جب ہم مدینہ منورہ گئے تو جلدی جلدی اپنی سواریوں سے نیچے اترے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینے لگے۔)

مسلم صاحب ایک عاشقِ صادق کی طرح نبی محترم کے قدموں کی آہٹ اپنے دل کی دھڑکنوں اور سانسوں میں محسوس کرتے ہیں:

دھڑکنوں میں دل کی مسلم اُس کی ہی آوازِ پا   بربطِ تارِ نفس میں اُس کی سانسوں کا سُرود (۴۴)

تری آوازِ پا سانسوں میں میری   سکونِ دل رہے تیری خبر سے (۴۵)

اُس محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کا اندازہ کس طرح ممکن ہے اور اُس کے سراپا اقدس کے فیوض و برکات کا احاطہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جس کی قدموں کی برکت اور فیض سے علم وعرفان کے خزانے منور ہو جائیں ۔ مسلم اس فیضان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

نقوش پائے نبیؐ سے روشن   ہدایت و علم و فن کا مخزن
نقوش عالی، نقوش انور   طریقِ دینِ ہُدیٰ کے رہبر (۴۶)

قدمین شریفین اور ان کے نقوش کی عظمت اپنی جگہ مقدم ہے اور اس سے صرفِ نظر ممکن نہیں ۔عشاق رسول تو قدموں کی خاک کو بھی اپنے لیے معظم ومحترم تصور کرتے ہیں اور اس خاک کے لیے دیدہ و دل فرش راہ کرتے ہیں ۔ع۔س۔مسلم فرماتے ہیں:

مَل کر جبیں پہ چین سے سو جاؤں حشر تک   جو خاکِ پائے سیدِ والا حسب ملے (۴۷)
نقش بردار کفِ پائے محمد   کفش بوسِ قادمِ اَفلاک ہوں میں (۴۸)

ع۔س۔مسلم کا جذبہ دل دوسروں سے مختلف نظر آتا ہے اور وہ اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی خاک تصور کرتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں کہ ان کی نسبت سے وہ مقام میسر آ گیا ہے کہ ماہ ومہر کا مرتبہ انہیں اپنی ذات سے کمتر دکھائی دیتا ہے۔

محمدؐ کے قدم کی خاک ہوں میں وہ ذرہ ہوں کہ مہرِ دو جہاں ہوں (۴۹)

زبورِ نعت کے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ ع۔س۔ مسلم اپنے آقا و مولیٰ کے ساتھ بے پناہ محبت رکھتے ہیں اور آپؐ کے ساتھ اپنے نسبت کو اپنے لیے بہترین اعزاز سمجھتے ہیں۔ اور جنہیں نبی محترم کی نظر التفات عطا ہو جائے انہیں دو جہاں می نعمتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ قاری ع۔س۔ مسلم کی نعتیں پڑھ کر انہیں اپنے دل کی آواز سمجھتا اور فرحت وطمانیت محسوس کرتا ہے۔

☆☆☆☆

حواشی

۱- بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، (بیروت: دارالکتب العلمیہ ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء) جلد ۱ صفحہ ۱۴، حدیث نمبر ۱۵۔

۲- مسلم، ع س، اہانتِ رسول اور آزادیٔ اظہار، (کراچی، مجلس نشریات اسلام، ۲۰۰۰ء) ص:۱۰۔

۳- الحشر ۵۹: ۷۔

۴- بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، (بیروت: دارالقلم ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء) جلد ۱ صفحہ ۵۶، حدیث نمبر ۱۱۹۔

۵- ایضاً، جلد ۵، صفحہ ۲۲۸۳، حدیث نمبر ۵۸۱۶۔

۶- ایضاً، جلد ۱، صفحہ ۳۳۵، حدیث نمبر ۹۶۴۔

۷- مسلم، ع س، زبورِ نعت (لاہور: مقبول اکیڈمی، ۲۰۰۸ء) ص:۳۵۔

*- ایضاً، ص: ۲۷۰

۸- ایضاً، ص:۳۱۵۔

۹- ایضاً، ص:۳۶۔

۱۰- ایضاً، ص:۸۹۔

۱۱- ایضاً، ص:۱۴۳۔

۱۲- ایضاً، ص:۸۶۔

۱۳- ایضاً، ص:۸۸۔

۱۴- ایضاً، ص:۱۸۸۔

۱۵- ال عمران ۳:۱۶۴۔

۱٦- مسلم، ع س، زبورِ نعت، ص:۲۱۵۔
۱۷- ایضاً، ص:۲۰۰۔
۱۸- اعراف ۷:۱۵۸۔
۱۹- مسلم، ع س، زبورِ نعت، ص:۲۰۸۔
۲۰- ایضاً، ص:۲۰۴۔
۲۱- ایضاً، ص:۲۱۴۔
۲۲- ایضاً، ص:۲۵۲۔
۲۳- ایضاً، ص:۲۲۱۔
۲۴- ایضاً، ص:۲۳۸۔
۲۵- ایضاً، ص:۲٦۳۔
۲٦- بوصیری ، امام شرف الدین محمد ، قصیدہ بُردہ، (کراچی، تاج کمپنی لمیٹڈ، ۱۳۷۷ھ) ص:۱۱۔۲۷-مسلم، ع س، زبورِ نعت، ص:۲۹۰۔
۲۸- ایضاً، ص:۱۱٦۔
۲۹- ایضاً، ص:۹۲۔
۳۰- الانبیاء ۲۱:۱۰۷۔
۳۱- مسلم، ع س، زبورِ نعت، ص:۲٦۲۔
۳۲- طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر(موصل، عراق، مطبعۃ الزہراء اہل حدیث) جلد۹، ص:۴۷ حدیث نمبر ۸۳۴۷۔
۳۳- مسلم، ع س، زبورِ نعت، ص:۲۵٦۔
۳۴- ایضاً، ص:۲۳۷۔
۳۵- ایضاً، ص:۹۲۔
۳٦- ایضاً، ص:۱۹۷۔
۳۷- التوبہ ۹: ۱۲۸۔
۳۸- ندوی، سید ابوالحسن، پاجا سراغ زندگی (کراچی: مجلس نشریات اسلام، ۱۹۷۳ء) ص:۹۵۔

۳۹۔ مسلم، ع س، زبورِ نعت، ص:۲۵۰۔

۴۰۔ ایضاً، ص:۲۷۴۔

۴۱۔ ایضاً، ص:۲۱۶۔

۴۲۔ ایضاً، ص:۲۸۹۔

۴۳۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، بیروت: دارالفجر، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء) جلد۴، صفحہ ۳۵۷ حدیث نمبر ۴۲۲۵۔

۴۴۔ مسلم، ع س، زبورِ نعت، ص:۱۹۴

۴۵۔ ایضاً، ص:۲۱۴۔

۴۶۔ ایضاً، ص:۲۷۷۔

۴۷۔ ایضاً، ص:۲۲۲۔

۴۸۔ ایضاً، ص:۱۵۱۔

۴۹۔ ایضاً، ص:۲۱۹۔